تبصرۂ کتب

نام کتاب: بلوچستان میں تذکرۂ اقبالؒ

مصنف: پروفیسر ڈاکٹر انعام الحق کوثر

تبصرہ نگار: حارث رحمان

صفحات: ۱۱۶

قیمت: ۱۰۰ روپے

مملکت خداداد پاکستان دنیا کی دیگر اقوام و ممالک سے اس لحاظ سے ہمیشہ ممتاز ٹھہرے گی کہ اسکا ظہور کسی جنگ و جدل یا فتح و شکست کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ یہ ارض مقدس دنیا کا واحد ملک ہے جسکا قیام ایک مخصوص نظریئے کی بنیاد پر طویل سیاسی جدوجہد کے نتیجے میں ممکن ہوا۔ اس جدوجہد کا آغاز سید احمد خان نے کیا شاعر مشرق علامہ محمد اقبال نے اسے جغرافیائی اور نظریاتی لبادہ عنائیت کیا اور قائداعظم محمد علی جناح نے اپنی بے مثال قوت اور فعالیت سے تاریخ کا دھارا موڑتے ہوئے دنیا کا نقشہ بدلہ اور ایک قومی ریاست تخلیق کر ڈالی۔

اس جدوجہد اور اس تحریک میں علامہ اقبال کی تصوراتی اور محرکاتی خدمات کا کیا مقام ہے، اس بات کا اندازہ خود قائداعظم کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتا ہے ''شعراء اقوام میں جان پیدا کرتے ہیں۔ ملٹن، شیکسپیئر، شیلے، بائرن وغیرہ نے قوم کی خدمت کی ہے، مگر اقبال نے اسلام کی خدمت انجام دی ہے۔ اگر میرے پاس سلطنت اور اقبال میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار ہو تو میں اقبال کو منتخب کروں گا'۔

علامہ اقبال کی ملی خدمات کا ادارک کرتے ہوئے ماہر محقق و دانشور ڈاکٹر انعام الحق کوثر مختلف موقعوں پر اقبالیات کے حوالے سے نادر معلومات کو کتابی صورتوں میں منظر عام پر لاتے رہے ہیں، موصوف علامہ اقبال کی شخصیت، فکر و فن اور پیغام کے بارے میں گیارہ کتابیں لکھ چکے ہیں، قریباً ۵۰ مقالات اور دو سو سے زائد تقاریر پاکستان اور بلوچستان میں پیش کر چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب، جو مسلم لیگ صدی ۱۹۰۶ء تا ۲۰۰۶ء کے حوالے سے ترتیب دی گئی ہے، بلوچستان میں تذکرہ اقبال پر روشنی ڈالتی ہے۔ کتاب میں بلوچستان کے ان اہل علم و دانش کا تذکرہ ہے جنہوں نے کسی بھی حوالے سے اقبالیات پر کوئی کام کیا ہو، کتاب میں جو سب سے منفرد اور نئی چیز راقم کو متاثر کرتی ہے وہ کلام اقبال او بلوچستانی ماحول میں فطری مماثلت کا جائزہ ہے جو اس سے پہلے شاید ہی کبھی ضبط تحریر میں لایا گیا ہو۔ مضمون مذکورہ کا ایک حصہ ملاحظہ ہو۔

سبی سے وادی شال (کوئٹہ کا قدیم نام) کی جانب سفر کرتے ہوئے ایک خیال انسان کے ذہن میں ابھرتا ہے۔ کہ

بلوچستان خوابوں کی سرزمین ہے۔ لمبی لمبی سرنگیں، مٹیالے رنگ کے پہاڑ جن کی تہیں ایک دوسری پر جمی ہوئی ہیں اور ایک پتھریلی تہہ ایک پیٹی کی طرح ان تمام تہوں کو آپس میں باندھے ہوئے ہے۔ جیسے یہ پہاڑ بھی ایک قلعہ تھا۔ چار چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر چھت ڈال کر بلوچوں کے بنائے ہوئے مکان اور دور پگڈنڈی پر کسی پہاڑی جھرنے سے مٹکا بھرتی ہوئی بلوچ لڑکی، دور جھرنے کے کنارے اتر ہوا کارواں اور پہاڑ کی تلہٹی میں ننھے منے مکان، چھوٹی سی سفید مسجد اور ہلتے جلتے سائے، ندی کے خشک پاٹ پر چمکتی ہوئی ریت، پل پر سے گزرتی ہوئی گاڑی اور پل کے نیچے خشک ندی میں بلوچ ساربان اونٹ پر بیٹھا ہوا حدی خوان! ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ کی تلہٹی کو جا رہا ہے یہ!!

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی

ان پہاڑوں کو دیکھ کر علامہ اقبال ایک بار پھر یاد آتے ہیں جو ہماری روحوں کو جھنجھوڑتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

بخود خزید و محکم چو کوہساراں زی
چو خس مزی کہ ہوا تند و شعلہ بیباک است

اور

تنے پیدا کن از مشتِ غبارے
تنے محکم تر از سنگین حصارے
درون او دل درد آشنائے
چو جوئے در کنارِ کوہسارے

ان ہی لمحات میں علامہ اقبال بوڑھے بلوچ سے اپنے لختِ جگر کو کہلوا رہے ہیں کہ اس جہاں تگ و تاز میں غیرت بڑی چیز ہے جو درویش کو تاج سردار کا اہل قرار دیتی ہے۔ انسان سعی پیہم سے ناممکن کو ممکن میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اسی لئے افراد کے ہاتھوں میں اقوام کی تقدیر پوشیدہ ہے۔ اور قوم کیا ہے افراد کا مجموعہ ہے۔

خودداری اور پاکیزگی اہل بلوچستان کا خاصا ہیں۔ سارے صوبے میں گھوم جایئے۔ آپ یہ دیکھ کر ضرور خوش ہوں گے کہ لوگ سفر میں نماز کے لئے لازماً رکتے ہیں۔ جگہ بھی ایسی ہوگی جہاں پانی کا بندوبست ہوگا۔

شفاف پانی اور وہ بھی زیادہ تر بہتے ہوئے چشموں کا یقیناً جسم و جان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ دیہات میں چلے جایئے غریب بھی اچھی سے اچھی خوراک پیش کرنے کی پوری کوشش کرے گا۔ ایسے مہمان نواز اور پرخلوص لوگوں کے لئے ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے۔

محرم خودی سے جس دم ہوا فقیر
تو بھی شہنشاہ میں بھی شہنشاہ
قوموں کی تقدیر ہے وہ مرد درویش
جس نے نہ ڈھونڈی سلطان کی درگاہ!

اہل بلوچستان سیماب فطرت، خطر پسند اور جہاں گرد واقع ہوئے ہیں۔
اقبال کے الفاظ میں:

تورہ نورد شوق ہے منزل نہ کر قبول!
لیلیٰ میں بھی ہم نشیں ہو تو محمل نہ کر قبول!
اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تندو تیز
ساحل تجھے عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول!

بلوچستان کے لق و دق صحراؤں اور بیابانوں سے گزریئے، ہواؤں اور فضاؤں کو سونگھیئے خودی کی تربیت ہوتی نظر آئے گی۔ اقبال ہماری روح سے پکار اٹھے گا۔

اے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن
بنتی ہے بیاباں میں فاروقی و سلمانی!
خودی کی پرورش و تربیت پہ ہے موقوف
کہ مشت خاک میں پیدا ہو آتش ہمہ سوز!
یہی ہے سر کلیمی ہر اک زمانے میں
ہوائے دشت و شعیب و شبانی شب و روز!
ہوائے بیاباں سے ہوتی ہے کاری
جوانمرد کی ضربت غازیانہ
اے باد بیابانی مجھ کو بھی عنایت ہو
خاموشی و دل سوزی، سر مستی و رعنائی

کتاب تذکرہ اقبال اور بلوچستان کے تعلق کی مختلف جہتوں کا ایسا خوبصورت مجموعہ ہے۔جسکی نظیر ملنا تقریباً ناممکن ہے۔اس امر کا اندازہ مندرجات کے ایک سرسری جائزے سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔بالکل ابتداء میں بلوچستان میں کلام اقبال اور فکر کو عام کرنے میں اساتذہ کرام ۔۲۔نامور اہل قلم کے کردار کو اجاگر کیا گیا ہے۔اسکے بعد ثقافتی ادبی اور علمی انجمنوں، اخبارات ورسائل، ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی وژن کا تذکرہ ملتا ہے۔بلوچستان کی خصوصی حوالے سے درسیات میں علامہ اقبال کا حصہ اور علامہ اقبال کے وژن یقینی طور پر پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔اسکے بعد علیحدہ علیحدہ بلوچستان کے نامور اہل قلم کے اقبالیات کے حوالے سے کام پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ان صاحبان علم ودانش میں عرفان الحق صائم، امین الحق، ڈاکٹر عبدالرحمٰن براہوئی، پیر محمد زبیرانی، ظفر مرزا، وحید زہیر، میر محمد صلاح الدین مینگل، عبدالقیوم سوسن براہوئی، افضل مراد، نادر قمبرانی، میر گل خان نصیر، آزاد جمالدینی، سید ظہور شاہ ہاشمی، احمد زہیر، مراد ساحر، ملک محمد رمضان بلوچ، میر مٹھا خان مری، پروفیسر عبداللہ جان جمالدینی، عطا شاد، غوث بخش صابر، خدائے رحیم بیتاب، غلام قاسم مجاہد، فضل احمد غازی، عابد شاہ عابد، ڈاکٹر عبدالروف رفیقی، ڈاکٹر انعام الحق جاوید، ڈاکٹر خواجہ عبدالحمید عرفانی، پروفیسر آغا صادق، امیر محمد امیر، پروفیسر انور رومان، پروفیسر شرافت عباس، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ڈاکٹر علی کمیل قزلباش، پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی اور امداد نظامی شامل ہیں۔

کتاب کا افتتاحی حصہ علامہ اقبال پر کہی گئی بلوچستان کے شعراء کی منظومات اور چند نادر تصاویر سے سجا ہوا ہے جو اسکی افادیت اہمیت میں مزید اضافے کا باعث ہیں۔

ڈاکٹر انعام الحق کوثر نے اپنی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اس کتاب کو بھی تحقیق، علم، جستجو اور ادب کے ایک خوبصورت مرقع کے طور پر پیش کیا ہے۔اسلوب بیان انتہائی سادہ ہے، جسکے باعث قاری زبان وبیان اور انشاء کی مختلف النوع الجھنوں سے بچا رہتا ہے۔اقبالیات کے ایک ادنیٰ طالبعلم کی حیثیت سے راقم الحروف یوم اقبال کا اس سے بہتر تحفہ کوئی اور نہیں پاتا۔